مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ کراچی

مسلمان قادیانیوں کو اپنے آپ سے الگ
قرار دیتے ہیں وہ تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد
پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت
اور ان پر ایمان کے اولین تقاضہ کی
وجہ سے ہے

شمارہ نمبر ۲۰

۶ تا ۱۲ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ تا ۸ نومبر ۱۹۸۴ء

جلد نمبر ۳

خصائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲ حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث حدثنا الفضل بن موسیٰ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترم قدماہ قال فقیل لہ تفعل ھذا وقد جاءک ان اللہ تعالیٰ قد غفرلک ماتقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبداً شکوراً۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ نفل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا تھا، کسی نے عرض کیا کہ آپؐ پر اگلے پچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت نازل ہو چکی ہے پھر آپ اس درجہ کیوں مشقت برداشت فرماتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

فائدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اس شکریہ کے بارے میں ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات سنائیں، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات ایسی تھی کہ جو عجیب ترین نہ تھی اس کے بعد فرمانے لگیں۔ ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لیے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے لیٹتے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر کھڑے ہو گئے وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے اس کے بعد رکوع کیا اس میں بھی روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی روتے رہے۔ غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ بلال صبح کی نماز کو بلانے کو آگئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر کیوں روئے۔ اللہ جل شانہ نے تو آپؐ کے سب اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے، آپؐ نے فرمایا کہ تو میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، اس کے بعد ارشاد فرمایا میں ایسا کیوں نہ کرتا حالاں کہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اس کے بعد ان فی خلق السمٰوٰت سورہ آل عمران کے آخر رکوع کی آیت تلاوت فرمائی۔

ایمان کی شاخیں

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو لا الہ الا اللہ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

کراچی
ختم نبوت

شمارہ نمبر ۲۰

فہرست

۱	خصائل نبوی ﷺ — حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ	۲
۲	ابتدائیہ — سعید احمد جلالپوری	۵
۳	داڑھی کا مسئلہ — مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۹
۴	خدا کہاں ہے ! — مولانا تاج محمد صاحب	۱۳
۵	امیر شریعت رحمہ اللہ — مولانا محمد اسماعیل صاحب	۱۷
۶	اعمال میں نیت کی اہمیت — مولانا محمد منظور نعمانی	۲۱
۷	مجلس کا وفد افریقہ کے دورے پر — مولانا منظور احمد الحسینی	۲۳

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ۔۔۔ ۷۰ روپے
ششماہی ۔۔۔ ۴۰ روپے
سہ ماہی ۔۔۔ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساٹرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

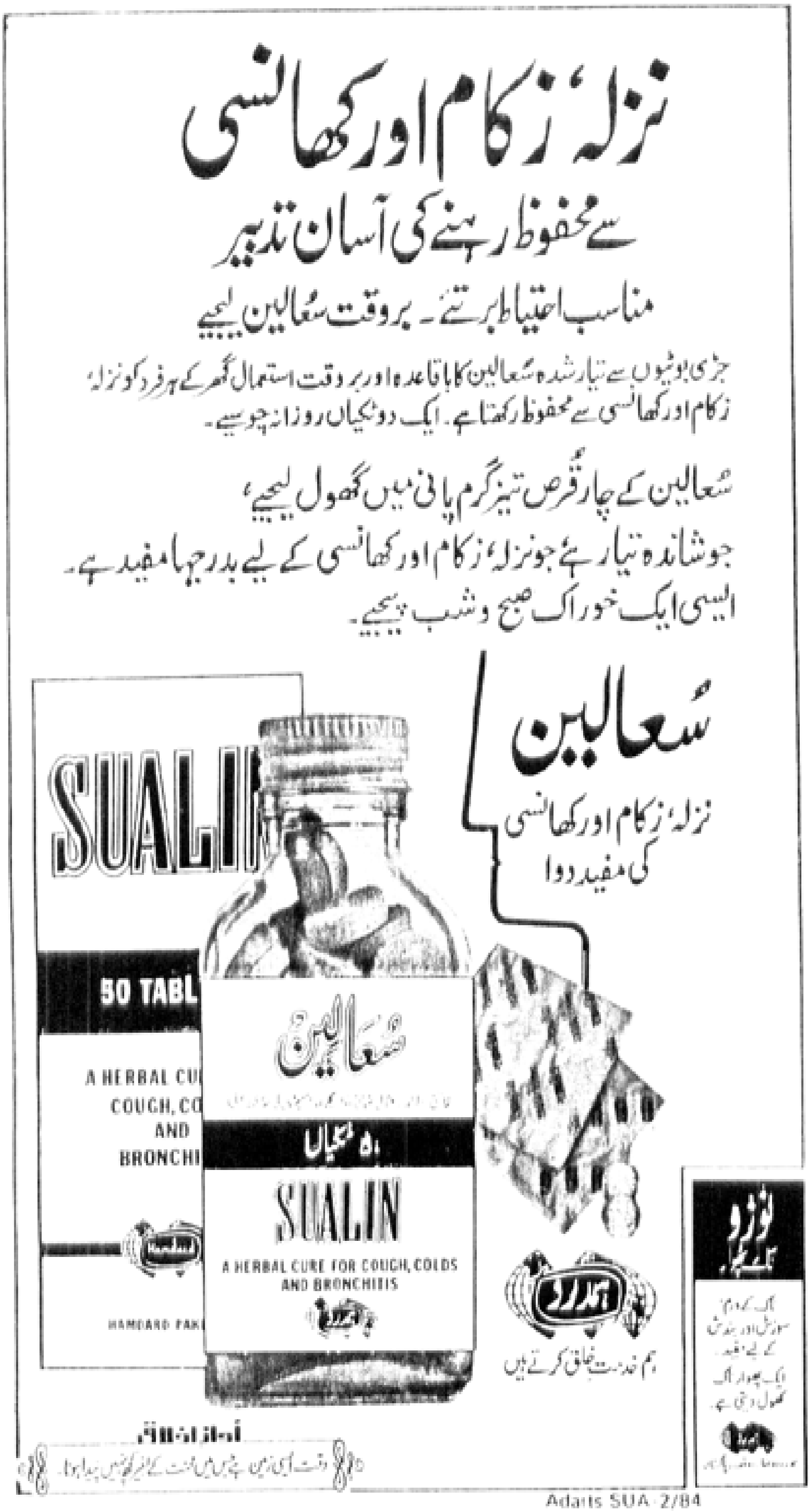

نزلہ، زکام اور کھانسی
سے محفوظ رہنے کی آسان تدبیر
مناسب احتیاط برتیے۔ بروقت سعالین لیجیے
جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سعالین کا باقاعدہ اور بروقت استعمال گھر کے ہر فرد کو نزلہ، زکام اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک دو ٹکیاں روزانہ چوسیے۔
سعالین کے چار قرص تیز گرم پانی میں گھول لیجیے،
جوشاندہ تیار ہے جو نزلہ، زکام اور کھانسی کے لیے بدرجہا مفید ہے۔
ایسی ایک خوراک صبح و شب پیجیے۔
سعالین
نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا
SUALIN
A HERBAL CURE FOR COUGH, COLDS AND BRONCHITIS
سعالین
۵۰ ٹکیاں
SUALIN
A HERBAL CURE FOR COUGH, COLDS AND BRONCHITIS
ہمدرد
ہم خدمت خلق کرتے ہیں
Adaris SUA-2/84

اداریہ

اصغر خاں کا نظریہ پاکستان سے انحراف

بی بی سی کے پاکستان کی سیاست کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں نشر ہونے والے پروگرام میں ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خاں نے پاکستان کے آئندہ نظام حکومت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا:

"ہم لوگ مولویوں کی حکومت کے خلاف ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت عوام کی ہونی چاہیئے انہیں حکومت کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پاپائیت اسلام کا حصہ نہیں اور ہم اس قسم کے نظام حکومت کے خلاف ہیں۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء)

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسی مقصد جلیلہ کے لیے مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی قربانیوں کی ناقدری کی گئی اور تاحال پاکستان میں نفاذ اسلام کا مرحلہ طے نہیں ہو سکا۔ اسے پاکستانی قوم کی شومئی قسمت کہیئے یا بے حسی کہ پاکستان میں (تحریک استقلال کے ناخدا) ائیر مارشل اصغر خاں ایسے بزرجمہر بھی میدانِ سیاست میں موجود ہیں جو نفاذ اسلام کے خلاف پوری قوت کے ساتھ پنجہ آزمائی میں معروف ہیں، طرفہ تماشہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو نہ صرف پاکستان کا وفادار تبلاتے ہیں بلکہ قیام پاکستان کے بنیادی مقصد (نفاذ اسلام) سے یکسر مختلف مستقبل کی پاکستانی قیادت کے بھی دعوے دار ہیں۔

چلو اچھا ہوا کہ موصوف نے اندر کی بھڑاس نکال لی اور ان کے سینہ میں موجود اسلام اور علمائے اسلام کے خلاف بغض وعناد کا راز طشت از بام ہوگیا۔ اس کے علاوہ اس ارشاد سے جہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موصوف قیام پاکستان اور اس کے استحکام کے سلسلے میں دو قومی نظریہ سے کہاں تک متفق ہیں وہاں مخلصین تحریک استقلال کے لیے بھی تازیانہ عبرت ہے جو انہیں اسلامی اقدار کا علم بردار سمجھتے ہوئے اسلام کے نام پہ ان کی ہمنوائی کا دم بھرتے ہیں۔

آں موصوف سے ہم انتہائی ادب واحترام سے صرف اتنی جسارت کرنا چاہیں گے کہ وہ ذرا اس کی تفصیل تبلا دیتے کہ "مولویوں کے نظام حکومت" سے ان کی کیا مراد ہے؟ اس لیے کہ مولوی تو ہمیشہ اس ضابطہ حیات کی طرف راہ نمائی کرتا رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امت تک پہنچایا گیا۔ کیونکہ ائیر مارشل صاحب اس کی مثال پیش نہیں کرسکیں گے کہ علمائے ربانی نے قوم کے سامنے قرآن وسنت کے منافی ذاتی اغراض ومقاصد پر مبنی کوئی منشور یا دستور پیش کیا ہو یا یہ کہ علمائے اسلام نے نظام اسلام کا وعدہ کر کے حصول اقتدار پر عہد شکنی کی ہو۔ جب ایسا نہیں تو واضح طور پر یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ علماء کی مخالفت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ

باقی صـ۲۲ پر

داڑھی کا مسئلہ

تحریر: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

سوالات

(۱) داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت؟ اور داڑھی منڈانا جائز ہے۔ یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایک سُنت ہے اگر کوئی رکھے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) شریعت میں داڑھی کی کوئی مقدار مقرر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

(۳) بعض حفاظ کی عادت ہے کہ وہ رمضان المبارک سے کچھ پہلے داڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کر دیتے ہیں۔ ایسے حافظوں کو تراویح میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

(۴) بعض لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولاد یا اعزہ میں سے کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں، اور طعنے دیتے ہیں، اور کچھ لوگ شادی کے لئے داڑھی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

(۵) بعض لوگ سفرِ حج کے دوران داڑھی رکھ لیتے ہیں۔ اور حج سے واپسی پر صاف کرا دیتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

(۶) بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہو گی۔ ایسے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سائل: صوفی محمد مسکین کمیشن ایجنٹ
زکریا لین جوڑیا بازار۔ کراچی ۲

جواب سوال اوّل

داڑھی منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں اس کے بعد ان کے فوائد ذکر کروں گا۔

۱۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرة قص الشارب، واعفاء اللحیة۔ الحدیث (صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۹)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا الخ۔
۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ	ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

عليه وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحى۔

وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

وفی روایۃ انه امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ۔ (ایضاً)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مونچھوں کو کٹوانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خالفوا المشرکین۔ اوفروا اللحى واحفوا الشوارب۔ (متفق علیه مشکوٰۃ ص۳۸۰)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو — داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

۴۔ عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحى، خالفوا المجوس۔ (صحیح مسلم ص۱۲۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

۵۔ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من لم یأخذ من شاربه فلیس منا۔ (رواہ احمد والترمذی والنسائی، مشکوٰۃ ص۳۸۱)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص۳۸۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

فوائد

۱- پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا خلاف فطرت ہے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرت اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا۔ اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں گے تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیق خداوندی کو بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرتاً داڑھی کی زینت و وجاہت عطا فرمائی ہے پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اغوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرت انسانی کا معیار ہے اس لئے فطرت سے مراد انبیاء علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہو سکتی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ ۲۴ ہزار (یا کم و بیش) انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے۔ اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے (اولئك الذین هدى اللہ فبهداهم اقتده) (سورۃ انعام ۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) انسانی فطرت کی خلاف ورزی۔

(۲) اغوائے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا۔

(۳) اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت۔

پس ان تین وجوہ سے داڑھی منڈانا حرام ہوا۔

۲- دُوسری حدیث میں مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکم نبویؐ کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳- تیسری اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمّت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من تشبّہ بقوم فھو منھم۔ (جامع صغیر ص ۸، ج ۲)	جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔

پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے اہل کفر کا شعار اپناتے ہیں جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اس لئے ان کو وعید نبویؐ سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیر قوموں میں نہ ہو۔ نعوذ باللہ۔

۴- پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے۔ پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغوار کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے۔ اس دھمکی کو برداشت کر سکتا ہے؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں مُنڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا؟ قال امرنا ربنا یعنیان کسریٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۲۶۹ حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۵)	پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا تمہاری ہلاکت ہو تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ یہ ہمارے رب یعنی شاہِ ایران کا حکم ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں ان کو "سو بار" سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے؟ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو تو شفاعت کی اُمید کس سے رکھیں گے؟

۵- اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی گناہ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرما سکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔

۶- چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاریؒ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ "لعن اللہ" کا فقرہ، جملہ بطور بددعا بھی ہو سکتا ہے یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے میں گذشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے، کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو مٹا کر عورتوں سے مشابہت کرتا ہے جو خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیش نظر فقہاً امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور یہ اسلام کا شعار ہے اور اس کا منڈانا یا کترانا (جب کہ حد شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعل حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب سوال دوم

احادیث بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ترمذی کتاب الادب (ص ۱۰۰، ج ۲) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ریش مبارک طول و عرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب اللباس (ج ۲، ص ۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے موقع پر احرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت نقل ہے (نصب الرایہ ص ۴۵۸، ج ۲) اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم از کم ایک مشت ہے (ہدایہ کتاب الصوم) پس جس داڑھی منڈانا حرام ہے اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے۔

در مختار میں ہے:

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد۔ وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم۔	اور داڑھی کترانا جب کہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں۔ پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا اور پوری داڑھی صاف کر دینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا۔

(شامی طبع جدید ص ۴۱۸، ج ۲)

یہی مضمون فتح القدیر ص ۷۷، ج ۲۔ اور بحر الرائق (ص ۳۰۲، ج ۲) میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں:

حلق کردن لحیہ حرام است وگذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔ (ص ۲۲۸ ج ۱)	داڑھی منڈانا حرام ہے اور ایک مشت کی مقدار سے اس کا بڑھانا واجب ہے (پس اگر اس سے کم ہو تو کترانا بھی حرام ہے)۔

امداد الفتاویٰ میں ہے:

" داڑھی رکھنا واجب ہے، اور قبضہ سے زائد کٹوانا حرام ہے۔"

لقوله عليه السلام خالفوا المشركين اوفروا اللحى۔ متفق عليه۔ في الدر المختار يحرم على الرجل قطع لحيته وفيه السنة فيها القبضة۔ (صـ ۲۲۲ جـ ۴)	کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھی بڑھاؤ (بخاری و مسلم) اور در مختار میں ہے کہ مرد کے لئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور اس کی مقدار مسنون ایک مشت ہے۔

جواب سوال سوم

جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی امامت جائز نہیں، اور ان کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی (یعنی عملاً حرام) ہے اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرا دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

جواب سوال چہارم

اس سوال کا جواب سمجھنے کے لئے یہ اصول ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سُنت کی تحقیر کرنا کفر ہے۔ جس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سُنت فرمایا ہے، پس جو لوگ مسخ فطرت کی بناء پر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے اعزہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو لوگ دولہا کے داڑھی منڈائے بغیر رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "اصلاح الرسوم" میں ص۱۵ پر لکھتے ہیں:

"منجملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کترانا، اس طرح کہ ایک مُشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا، جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے حدیث میں ہے کہ "بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ مونچھوں کو"۔ روایت کیا ہے اس کو بخاری ومسلم نے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے ہیں۔ اور امر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔ پس داڑھی کا کٹانا اور مونچھوں کا بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ "جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں"۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسولؐ کے بناویں"۔

جواب سوال پنجم

جو حضرات سفر حج کے دوران یا حج سے واپس آکر داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابل رحم ہے اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ اور بعض اکابر نے حج مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دینی

انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔ جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اب بھی ہے اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد بھی گناہوں میں بدستور ملوث ہے۔ ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محض سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہو جائے گا، لیکن حج کے ثواب اور برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے۔ اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو۔ اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس آجائے اگر کوئی شخص سفر حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اسے اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہوگا۔ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے آدمی داڑھی منڈا کر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے۔ حج کا احرام باندھے ہوئے ہے لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نوراللہ مرقدہ اپنے رسالہ "داڑھی کا وجوب" میں تحریر فرماتے ہیں:

"مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرۂ انور کا سامنا کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہ کبیرہ زنا، لواطت، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ تو بہت ہیں۔ مگر وہ سب وقتی ہیں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یزنی الزانی وھو مؤمن۔ (الخ)	یعنی جب زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی مسلمان کے پاس واپس آجاتا ہے۔ مگر قطع لحیہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے، روزہ کی حالت میں، حج کی حالت میں غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اسکے ساتھ لگا رہتا ہے۔" (ص۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسولؐ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل کو درست کریں۔ اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں۔ اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس فعل حرام سے بچنے کا عزم کریں ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں۔ ؎

خر عیسیٰؑ اگر بمکہ رود
چوں کہ باز آید ہنوز خر باشد

(عیسیٰؑ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا)

انہیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ وہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہو گی؟

جوابِ سوال ششم

ان حضرات کا جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا منشاء داڑھی کی حرمت وعظمت ہے ۔ لیکن اگر ذرا غور و تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعل حرام میں مبتلا کر دیا ہے ۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے ۔ ایک مسلمان دوسروں سے دغا فریب کرتا ہے جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے ، اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہورہے ہیں، اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم نعوذ باللہ اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاؤ تو کیا اس وسوسہ کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہیئے نہیں ۔ بلکہ اگر اس کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت وعظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں ۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم داڑھی رکھ کر برے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیرباد نہیں کہا جائے گا ۔ بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے ۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے برے اعمال نہیں چھوڑیں گے ؟ اگر ان کے دل میں واقعی اس شعار اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں ۔ اور عزم یہ کریں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا ۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعار اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں ۔ بہر حال اس موہوم اندیشہ کی بناء پر کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں ۔ اس عظیم الشان شعارِ اسلام سے محروم ہوجانا کسی طرح بھی صحیح نہیں اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعار اسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرہ میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل وصورت میں ان کا حشر ہو ، اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ جل شانہٗ کی رحمت کا مورد بن سکیں ۔

عن ابی ھریرۃ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
رضی اللہ عنہ ان	عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ وسلم	وسلم نے فرمایا ، میری
قال کل امتی	امت کے سارے لوگ
یدخلون الجنۃ	جنت میں جائیں گے، مگر
الا من ابی،	جس نے انکار کردیا۔ صحابہؓ
قالوا ومن یابی۔	نے عرض کیا کہ انکار کون
قال من اطاعنی	کرتا ہے ؟ فرمایا جس نے
دخل الجنۃ،	میری اطاعت کی وہ جنت
ومن عصانی	میں داخل ہوگا اور جس نے
فقد ابیٰ۔	میری حکم عدولی کی اس
(صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۸۱)	نے انکار کر دیا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ :

(۱) داڑھی کترے حافظ کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا تراویح ہو کیا حکم ہے ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی کی کوئی خاص اہمیت نہیں اگر کوئی اہمیت ہوتی تو سعودی عربیہ میں چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے ، مصر کا شہر بھی مسلمانوں کا ہے لوگ ۹۵ فیصد داڑھی کتراتے اور منڈاتے ہیں ۔

(۲) بعض مساجد میں انتظامیہ کی طرف سے ایسے حفاظ

کو تراویح کی اجازت دی جاتی ہے، کیا انتظامیہ پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ صحیح جواب سے نوازیں،
شکریہ،

الجواب باسمہ تعالیٰ

(۱) بصورت مسئولہ داڑھی رکھنا واجب ہے۔ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا ناجائز و حرام ہے، داڑھی کترانا حافظ بے شک فاسق فاجر ہے جب تک کہ اس فعل سے توبہ نہ کرے، نیز مکروہ تحریمی پر عمل کرنا عملاً حرام ہے، جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم کراتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، داڑھی ایک مشت رکھنے پر چاروں مذاہب کا اتفاق ہے۔ شامی عالمگیری اور فقہ کی دوسری کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے عالمگیری کی عبارت یہ ہے۔ والقصر سنة فيها وهو ان يقبض الرجل لحيته فان زاد منها على قبضة قطعه ذكره محمد۔

(۲) اور اس فعل قبیح کے ارتکاب میں انتظامیہ برابر کی شریک ہوگی۔

نیز تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کسریٰ شاہ ایران نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مکتوب پھاڑ کر اپنے ماتحت گورنر یمن بازان کو خط لکھا کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجو وہ جا کر حضور علیہ السلام کو میرے پاس بھیج دیں، بازان کے جب دو آدمی حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو ان دونوں کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔

وكان على ذى الفرس من حلق لحاهم واحفار شواربهم فكره صلى الله عليه وسلم النظر اليهما وقال ويلكما من امركما بهذا؟ قالا امرنا ربنا يعنيان كسرى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن ربي قد امرنى باعفاء لحيتي وقص شاربي[1]

ان دونوں کی مجوسیوں کے فیشن کے مطابق داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور بڑی مونچھیں تھیں تو حضور علیہ السلام کو ان کی مکروہ شکل بہت ہی ناپسند آئی اور آپؐ نے فرمایا، تم پر ہلاکت ہو تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے کسریٰ نے۔ حضورؐ نے فرمایا، لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔ غور کیجئے وہ دونوں مہمان تھے۔ کافر تھے، ہمارے مذہب کے پابند ہی نہ تھے مگر چونکہ ان کی یہ بری صورت فطرت سلیمہ کے خلاف تھی اور شیطان لعین کے حکم کے مطابق تھی۔ اس لئے حضورؐ سے ان کی یہ مکروہ شکل دیکھنی گوارا نہ ہوسکی، ان سے منہ موڑ لیا اور ان کو بد دعائیہ جملہ فرمایا کہ تم پر ہلاکت ہو، ساتھ ہی یہ تصریح بھی فرما دی کہ میرے رب تعالیٰ نے تو مجھے پوری داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے، گویا جو داڑھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جس کا اس نے حکم دیا ہے اس کی مقدار وہ ہے جو حضورؐ نے خود رکھ کر بتلائی کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی پس آپ کے محبّ امتیوں کو غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ ان مجوسیوں کی اتباع کر کے روزانہ داڑھیاں منڈاتے ہیں اور ان کے یہ اعمال روزانہ فرشتے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے ہیں تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حرکات دیکھ دیکھ کر کتنا دکھ ہوتا ہوگا۔ اور جب میدانِ قیامت میں حضور علیہ السلام کے امتی ایسی مکروہ صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے تو اس وقت اگر حضورؐ ان سے منہ موڑ لیں تو کتنا بڑا خسارہ ہے۔

فرمانِ حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ

- ★ تم تلواریں کھینچ لو اور اس وقت تک نیام میں نہ ڈالو جب تک مسلم و کافر جدا نہ ہو جائیں
- ★ تمہیں خدا نے جہاد کے لیے پیدا کیا تاکہ خدا کی بات اونچی ہو۔
- ★ اٹھو اور زمانے کی تقدیر بدلنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ
- ★ سروں پر کفن باندھ لو ـــ صحابہؓ کی زندگی کو نشانِ راہ بناؤ۔ دشمن کا فسوں کا توڑنا حضورؐ کی ہمیشہ کی سنت ہے تم ایسی سنتوں پر کان نہیں دھرتے

---

[1] تاریخ الخمیس صفحہ ۲۵ جلد ۲ وطبری صفحہ ۱۹ جلد ۳ وابن کثیر صفحہ ۲۷۰ جلد ۴ وسیرت حلبی صفحہ ۲۷۲ جلد ۲ مطبوعہ مصر۔

خدا کہاں ہے؟

مرزا طاہر احمد کے اوہام کا ازالہ

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

اس پرفتن اور پرآشوب دور میں مذہب اسلام اور عقائد حقہ سے جو استہزاء اور تمسخر کیا جارہا ہے۔ اس کی مثال قرون سابقہ میں ناپید ہے۔ ہر ملحد اور زندیق منافق اور دہریہ جس قدر چاہتا ہے۔ جب چاہتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ برائے نام عقلی اور نقلی دلائل کی آڑ لے کر عقائد و اعمال۔ مذہب و مسلک کو بزعم خود خس وخاشاک کی طرح بہا کر ان کو بالکل ناپید یا اپنی عقل نارسا کے تابع کرنے کی بیجا اور ناکام کوشش کرتا ہے۔

قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے "وصال ابن مریم" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا ہے۔ جس کے ناشر حکیم محمد عبداللطیف گوالمنڈی لاہور ہیں۔ کتابچہ کیا ہے۔؟ دجل وفریب کا پلندہ ہے۔ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وفات مسیح علیہ السلام پر اوراق سیاہ کرتے ہوئے صفحہ۲۶ پر آیت قرآنی بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ

"اب ہم لفظ رفع کی طرف آتے ہیں کہ یہ لفظ بہت ہی قابل توجہ ہے۔ اور ہمارے مخالف علماء کو اس نے سخت ششں و پنج میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سب پڑھنے والوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ نہ تو اس آیت میں اور نہ ہی کسی اور آیت میں ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کو خدا تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا پس خوامخواہ آسمان کا قصہ بیچ میں لے آنا ایک افسوناک زیادتی ہے۔ قرآن کریم تو بس اتنی ہی خبر دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنی طرف رفع کیا۔ اب فرمائیں علماء کرام کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کون سی ہے؟ پس کیوں حضرت مسیح کو آسمان پر اُٹھانے کے ایسے درپے ہوئے ہو کر رب العزت کی ارفع شان کو گراتے ہوئے خوف نہیں کھاتے۔"

طاہر میاں سے ہماری گذارش صرف یہ ہے کہ یہ کوئی نیا اعتراض نہیں۔ بلکہ وہی پرانی چکربازیاں اور ہتھکنڈے ہیں۔ جن کے ذریعے عوام الناس کو آپ لوگ پھانسنے کی بالعموم کوشش کیا کرتے ہیں۔ آپ کا یہ سوال کہ علماء کرام فرمائیں کہ خدا کی "طرف" کون سی ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کی وہی "طرف" ہے جو خود آپ کے دادا جان مرزا غلام احمد تمام عمر بیان کرتے رہے ہیں۔ حسب ذیل تحریروں پر غور فرمائیے جو آپ کی تسلی کے لیے کافی ہوں گی۔

مرزا غلام احمد اپنی کتاب "انجام آتھم" کے صفحہ۳۹ پر لکھتے ہیں کہ

"خدا نے **آسمان** پر سے دیکھا کہ تثلیث کا فتنہ بڑھ رہا ہے۔"

تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۲ پر لکھتے ہیں کہ "محمدی بیگم کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا"

تحفہ ندویہ ص۱۹ پر لکھتے ہیں۔ "خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے"

تبلیغ رسالت جلد سوم ص۷ پر لکھا ہے "میرا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیارپوری کا مقدمہ آسمان پر دائر ہوگا۔"

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

"ہمارا اور آپ لوگوں کا مقدمہ آسمان پر ہے۔ خدا خدا خود فیصلہ کرے گا۔"

(بحوالہ چشمہ عرفان علی محمد اجمیری ص۱۵)

تبلیغ رسالت جلد دوم ص۱۰۸ اور حقیقۃ الوحی ص۴۳ پر مرزا غلام احمد کا ایک الہام درج ہے یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْہِمْ مِنَ السَّمَآءِ ایسے لوگ تیری مدد کریں گے۔ جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔

حقیقۃ الوحی ص۸۹ پر مرزا صاحب کا ایک الہام یوں درج ہے۔ نُنَزِّلُ اِلَیْکَ اَسْرَارًا مِّنَ السَّمَآءِ ہم آسمان سے تیرے پر کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔

حقیقۃ الوحی ص۹۵ پر یہ الہام درج ہے کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔

حقیقۃ الوحی کے ص۱۰۳ پر مرزا غلام احمد کا ایک الہام یوں درج ہے۔ قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایک امر آسمان سے نازل ہوگا۔

طاہر میاں! آپ کے دادا مرزا غلام احمد نے خدا کی "طرف" کی نشاندہی کردی کہ خدا بے شک آسمان پر ہے۔ آسمان ہی سے سب اسرار و احکام نازل کرتا ہے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح بھی آسمان پڑھایا۔ شیخ مہر علی ہوشیارپوری اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے خلاف مقدمات بھی آسمان پر ہی دائر ہوئے۔

اگر مرزا غلام احمد اور ان کے اتباع کا خدا ہمارا ہی خدا ہے۔ تو پھر ہمارا خدا تو فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ کو اپنی "طرف" اٹھا لیا۔ اب جہاں خدا ہے وہیں اس کی طرف عیسیٰ اٹھائے گئے۔ مرزا غلام احمد کی تحریروں سے ہی ثابت ہوگیا کہ خدا آسمان پر ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔

علامہ زمخشری جس کے متعلق مرزا غلام احمد براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۷ مطبوعہ قادیان پر لکھتے ہیں کہ "زبان عرب کا ایک بے مثل امام یعنی علامہ زمخشری۔ جس کے مقابل کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں" بھی اس مقام پر اگر کوئی تاویل نہ کر سکے۔ صرف اس لیے کہ ان کو عربیت اجازت نہ دیتی تھی۔ چنانچہ ان کی تفسیر کشاف میں ہے رَافِعُکَ اِلَیَّ اے اِلٰی سَمَائِیْ وَ مَقَرِّ مَلَائِکَتِیْ یعنی تجھ کو اپنے آسمان اور اپنے فرشتوں کی قرارگاہ میں اٹھا لینے والا ہوں۔

سنئے! بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ اللہ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اس کلام کے معنی اور مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا۔

جہاں دیگر آیات قرآنی میں وہی لفظ الیہ آتا ہے۔ تو تم اس سے مراد آسمان لیتے ہو۔ مثلاً
تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ (معارج رکوع ۱)
اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (فاطر رکوع ۲)

دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیت مندرجہ بالا میں فرشتوں۔ روح الامین پاکیزہ کلمات اور اعمال صالحہ کے بارہ میں وارد شدہ لفظ "الیہ" کا ترجمہ تم لوگ آسمان پر کرتے ہو (حالانکہ ان آیات میں آسمان کی کوئی تصریح نہیں) اور بعینہ یہی لفظ "الیہ" جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں وارد ہوا۔ تو تم اس میں تاویل کا پیوند لگا کر اس کے مفہوم کو مسخ کرتے اور اس کے معنی کو بگاڑتے ہو۔ یہ مطلب پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔ تحریف ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ زیادتی ہے۔ حدیث شریف کے

ساتھ مذاق ہے۔ کلام عرب کے محاورہ کا انکار ہے۔ یہاں تک ہوگیا الزامی جواب۔ اب تحقیقی جواب سماعت فرمائیے۔

خدا آسمان پر ہے۔ لیکن اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہرجگہ ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ ہر جگہ زمینوں و آسمانوں میں موجود ہے۔ اس کی حکومت ہر جگہ ہے۔ اس کا جلوہ تمام اجسام اور اجرام میں ضوء فشاں ہے تمام موجودات ارضی وسماوی کا مالک اور خالق ہے اور ہر ایک میں اسکا تصرف ہے یہ اسکی مرضی ہے کہ کسی وجود کو آسمان پر رکھے یا زمین پر۔ اس کی ذات پاک ہر جگہ موجود ہے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری ساری ہے۔

کتب الٰہی کا یہ محاورہ ہے کہ جب آسمانی بادشاہت اور آسمانی صحائف کہا جائے تو اس سے مراد خدا کی بادشاہت اور خدا کی کتاب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جب کہا جاتا ہے کہ خدا کی کلام نازل ہوئی ہے۔ تو مراد ہوتی ہے کہ آسمان سے آئی ہے۔ غرض خداتعالیٰ کا تعلق زیادہ انسانی مفہوم کے واسطے آسمان سے ہے۔

خدا تعالیٰ کے واسطے فوق اور علو ہے۔ انہی معنوں میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے۔

ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُوْرُ أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

(پ ۲۹ ملک رکوع ۲)

مرزا طاہر احمد کے والد مرزا محمود احمد کے حقیقی ماموں میر محمد اسحٰق جو قادیان میں مدرسہ احمدیہ کے پرنسپل اور ناظر تعلیم وتربیت تھے۔ انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن میں ان آیات کا حسب ذیل ترجمہ کیا ہے۔ "کیا نڈر ہو تم اس سے جو آسمان میں ہے۔ اس سے کہ وہ دھنسا دے تم کو زمین میں۔ پس اچانک وہ گھومنے لگے۔ کیا نڈر ہو تم اس سے جو آسمانوں میں ہے۔ اس سے کہ وہ بھیجے تم پر پتھروں کی بارش۔"

ابوداؤد شریف کتاب الایمان میں ہے کہ معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک جاریہ ہے۔ جس کو میں نے تھپڑ مارا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ شاق گذرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس کو آزاد کردوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آ۔ میں اس کو لایا تو آپؐ نے اس سے سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کردو کہ یہ مومنہ ہے۔

غور فرمائیے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک باندی کو صرف اس لیے پروانۂ آزادی عطا فرمادیا کہ اس نے یہ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ آسمان پر ہے۔ لیکن امت مرزائیہ مذکورہ آیات و احادیث سے آنکھیں بند کرکے صراط ضلالت پر بگٹٹ دوڑ لگا رہی ہے۔

"انگریز کے خلاف بغاوت ہمارا شیوہ ہے۔ غلامی کا ایک لمحہ ذلت و رسوائی کا آئینہ ہے۔ اس لیے میرا کوئی عقیدت مند جہاد کے فریضہ سے پہلو تہی نہ کرے" ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شاملی کے محاذ ایک دستہ کی کمان مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ جنگ کے خاتمہ پر آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ تو جگہ جگہ چھاپے پڑے تو آپ نے خود کو پیش کردیا۔ سچ ہے۔ کہ ظلم اپنے مجرم کو پابجولاں لے چلا۔"

آپ کی گرفتاری کی خبر سن کر آپ کی اہلیہ محترمہ نے فرمایا: "کل آزادی کے جرم میں میرے والد نشانۂ ستم ہوئے۔ اور آج میرا نامور شوہر زنداں کا راہی ہے۔ میں اپنے باپ اور شوہر کی جرأت وبیباکی پر جتنا فخر کروں کم ہے۔"

مولانا پر ایک آخری دم تک سی آئی ڈی کا پہرا رہا۔ اور جیل بھی کاٹی۔ مجال ہے کہ ان کے پائے استقامت میں کچھ لغزش آئی ہو۔ درحقیقت آزادی ہند (اور پاکستان) کا اصل سہرا ایسے لوگوں کے سر ہے۔ جنہیں ساری دنیا کے عیش وآرام اور لذتوں سے حریت وفکر کی زندگی ہردم محبوب رہی۔

امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تحریر:۔ جناب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امیر شریعت مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ایک عالم دین، اقلیم خطابت کے شہنشاہ، شعلہ بیان مقرر، تحریک آزادی کے نامور مجاہد، عقیدہ ختم نبوت کے محافظ، دین مصطفوی کے داعی، آپ کی سب سے اہم وصف آپ کی مسحورکن خطابت تھی اگر یہ کہا جائے کہ خطابت ان کے گھر کی لونڈی تھی تو مبالغہ نہ ہوگا۔ بولتے کیا تھے موتی بکھیرتے تھے۔ خطابت کے الفاظ تھے کہ سیل رو کی طرح امڈتے چلے آتے تھے۔ جب عربی اشعار پڑھتے تو حضرت حسان بن ثابت رضؓ کی یاد تازہ کر دیتے تھے۔

آپ ایک جرأت مند، بلند حوصلہ، صداقت پسند خطیب تھے۔ جب قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو سامعین پر نہ صرف وجد طاری ہوتا بلکہ قرار کرام عش عش کر اٹھتے زبان ہر ہر حرف اس کے مخرج سے نکالتی تھی۔ ترجمہ کرتے تو علمار کرام جھوم جاتے۔ جب قرآن پاک کی تفسیر کرتے تو ان پڑھ بھی جھوم اٹھتے۔ عربی، فارسی، اردو کے ہزاروں اشعار یاد تھے۔ کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو محفل میں عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ جب تکلم فرماتے تو منہ سے پھول جھڑتے حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی ذات میں ایک مستقل انجمن تھے۔

آپ کو انگریز سامراج سے سب سے زیادہ نفرت تھی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی انگریز اور اس کی معنوی اولاد کے خلاف جہاد میں گذاری۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تین چیزیں میری حرز جان ہیں۔ اللہ معبود، نبیؐ محبوب، انگریز مبغوض۔ ایک مرتبہ جیل میں ایک انگریز افسر ملنے کے لیے آیا۔ اور کہنے لگا۔ شاہ جی میرے لائق کوئی خدمت؟ آپ نے توجہ نہ فرمائی جب اس نے دوسری مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ صرف ایک ہی خدمت ہے۔ کہ میرے ملک سے نکل جاؤ۔ اللہ اکبر یہ فقیرانہ استغناء۔ انگریز کے بعد آپ کے نزدیک اگر کوئی ناپسندیدہ چیز تھی تو انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزائیت۔ قیام پاکستان سے قبل آپ انگریز اور ان کی معنوی اولاد کا مقابلہ کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد تو آپ نے تمام تر صلاحیتیں سیاسی جھمیلوں سے ہٹ کر مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف کر دی تھیں۔

مرزائیت کے خلاف جب بیان شروع فرماتے تو مرزائیت کے محلات میں زلزلے آجاتے۔ آپ مرزا بشیرالدین محمود کو للکارتے اور چیلنج پر چیلنج دیتے تو مرزا محمود لرزہ براندام ہوجاتا۔ آپ کی وہ تقریر تو خواص وعوام جانتے ہیں۔ جس میں آپ نے مرزائی جماعت کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا بشیرالدین محمود کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ " تو اپنے آپ کو ایک نام نہاد نبی کا خلیفہ سمجھتا ہے۔ اور میں نبی برحق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نوکر ہوں تو اپنے باپ کی طرح پلومر (مرزا صاحب شراب کی یہ خاص قسم پیا کرتے تھے) کی ٹانک پی کر آ۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ

غذائیں کھا کر آ۔ اور میں جو کی روٹی کھا کر آؤنگا۔ تو حریر و دیباج کے اعلیٰ ترین کپڑے پہن کر آ۔ میں کھدر پہن کر آؤنگا۔ عربی، فارسی، اردو جس زبان میں چاہے مناظرہ کر۔ اور مولا علیؓ کے جوہر دیکھ" مرزا محمود نے ایسی چپ سادھ لی گویا سانپ سونگھ گیا ہو۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائی بلوچستان پر قبضہ کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ اور مرزا بشیرالدین محمود نے مرزائیوں کو تمام محکموں میں ملازمت اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ۱۹۵۲ء کو ہاتھ سے نہ جانے دو کم از کم صوبہ بلوچستان پر تو ہماری حکومت قائم ہو جائے!"

شاہ جیؒ نے آنجہانی مرزا محمود کو للکارتے ہوئے کہا کہ "اگر ۱۹۵۲ء آپ کا ہے تو ۱۹۵۳ء ہمارا ہے"

آپ نے مسلمانان پاکستان کے تمام مکاتب فکر دیوبندی بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات کو جمع کرکے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ چوہدری ظفراللہ قادیانی وزیر خارجہ تھا۔ عظیم الشان تحریک چلی۔ لاہور اور بعض دوسرے شہروں میں مارشل لار نافذ ہوا۔ کرفیو لگا دیا گیا۔ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کا دور دورہ تھا۔ جنرل اعظم خان کی کمان میں گولی چلی۔ شمع رسالت کے ہزاروں پروانوں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس وعقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جان عزیز کا نذرانہ پیش کیا۔

اس وقت کے وزیر داخلہ کے بیان کے مطابق دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا بظاہر تحریک مقدس کو گولی سے دبا دیا گیا لیکن خون شہید رنگ لایا۔

شاہ جیؒ کی تقریروں نے ایسی تحریک پیدا کی کہ

اس سے پہلے قادیانی امت کو اس طرز کے عوامی محاسبہ سے کبھی واسطہ نہ پڑا تھا۔ غرض شاہ جیؒ ان تمام علماء کرام کے احتساب کا مجموعہ تھے۔ جو اب تک قادیانی محاذ پر لڑتے رہے۔ اور عریں ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ بہرحال تحریک ختم نبوت شاہ جیؒ اور دیگر مجاہدین احرار کی انتھک جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے اسلام کے ایک بنیادی مسئلے پر تمام مکاتب فکر کے علماء کو جمع کیا۔ اور ایک ایسی تحریک کی نیو اٹھائی جو اگرچہ اس وقت کے لادین افسروں اور عیاش وزراء کے ظلم وستم کا شکار ہوگئی لیکن مسلمانان پاکستان کے دلوں میں قادیانیت کے خلاف ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ قادیانیت ایک بدترین گالی بن کر رہ گئی۔

بظاہر تحریک ناکام رہی۔ ہزاروں مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ شہداء ختم نبوت کے متعلق لوگ پوچھتے کہ ان کے خون کا ذمہ دار کون ہے؟ امیر شریعتؒ نے ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے۔ انکے خون کا جوابدہ میں ہوں۔ وہ عشق رسالتؐ میں مارے گئے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان میں جذبۂ شہادت پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا رہے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ حشر کے دن ان کے خون کا ذمہ دار میں ہونگا۔ وہ عشق نبوت میں ہلاکو خانوں کی بھینٹ ہوگئے لیکن ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی تو سات ہزار حافظ قرآن صحابہ کرام اس مسئلہ کی خاطر شہید کرا دیئے تھے۔

ایک اہم واقعہ

۱۹۵۳ء کی تحریک کے بعد ایک سرکاری افسر نے حضرت امیر شریعتؒ سے طنزاً کہا۔ شاہ جیؒ! "وہ آپ کی تحریک کا کیا ہوا"؟ اس مرد قلندر نے عجیب جواب دیا جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ بظاہر آپ کی حکومت نے اس تحریک کو گولی کے ساتھ دبا دیا ہے۔ میں نے تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں ایک ٹائم بم چھپا دیا ہے۔ جب وہ اپنے وقت پر پھٹے گا تو قادیانیوں کو اقتدار کی کوئی طاقت تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکے گی۔ اللہ اکبر! قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ اس مرد قلندر کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اور وہ ٹائم بم اپنے وقت مقررہ پر تقریباً اکیس

سال بعد پھٹا۔ اور ربوائی غنڈوں کے ہاتھوں ربوہ کی زمین پر پھٹا اور پوری دنیا نے تماشا دیکھا۔ کہ ۲۹ مئی ۷۴ء سے ۷ ستمبر ۷۴ء تک تین ماہ اور نو دن تحریک چلی۔

اور تحریک مقدس کی آواز مساجد سے نکل کر سیکرٹریٹ اور قومی اسمبلی کے ایوانوں تک پہنچی جس سے قادیانیت کو زلزلہ آیا۔ قادیانیوں کے نام نہاد قصر خلافت پر مایوسی کے بادل منڈلاتے رہے۔ اور سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب مطلع صاف ہوا۔ تو پوری دنیا نے دیکھا کہ قادیانیت کا مصنوعی سورج اسلامی افق سے غروب ہو چکا ہے اور قادیانیوں کا نام غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں بھنگیوں اور چوڑھوں سے بھی آخر میں درج ہے۔ امریکہ سے لے کر برطانیہ جیسی سامراجی طاقتیں بھی قادیانیوں کو اس انجام بد سے نہ بچا سکیں۔ اور نہ یہودیوں کا بے دریغ سرمایہ اور پروپیگنڈہ کام آسکا۔ اور امیر شریعتؒ کی وہ پیشگوئی حرف بحرف صادق آئی۔

واضح رہے کہ قومی اسمبلی نے آنجہانی مرزا ناصر احمد پر ۱۱ دن تک ۴۲ گھنٹے اور مرزا غلام احمد کی لاہوری شاخ کے صدر مولوی صدر دین پر دو دن میں سات گھنٹے بحث ہوئی۔ اس طویل بحث و مباحثے کے بعد سات ستمبر کو پاکستان نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کے دونوں گروپوں (ربوائی اور لاہوری) کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ آج قادیانیت ایک بدترین گالی بن چکی ہے۔ چنانچہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کی موت پر صدر اور گورنر سے لے کر کسی اعلیٰ اور ادنیٰ افسر کو جرأت نہ ہو سکی۔ کہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کی موت پر تعزیت کرے۔

امیر شریعتؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مرزائیت کا علمی محاسبہ تو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء اپنی اپنی جگہ پر کرتے رہے۔ لیکن مجلس احرار اسلام وہ واحد جماعت تھی جس نے منظم طور پر مرزائیت کے سیلاب کے سامنے سد سکندری قائم کی۔ شاہ جیؒ احرار کے روح رواں تھے۔ احرار نے ہر موڑ پر مرزائیت کا محاسبہ کیا۔ تقریر، تحریر ہر طرح سیاسی اور مذہبی میدان میں مرزائیت کے عزائم و عقائد کا پوسٹ مارٹم کیا۔ اور اس میدان میں مناظر، مبلغ پیدا کیے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجلس احرار اسلام کے عمائدین و قائدین نے انگریز کے بعد اس کے خود کاشتہ پودہ (قادیانیت) کے خلاف جہاد کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام تحریک پاکستان میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے مطعون ہو چکی تھی ادھر مرزا محمود علیہ ما علیہ پاکستان کو اکھنڈ بھارت بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور بے شمار لوگوں کو مجلس احرار سے خدا واسطے کا بَیر تھا۔ ان حالات کے پیش نظر شاہ صاحب اور آپ کے رفقاء نے ایک ایسے پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کی۔ جو سیاسیات سے الگ تھلگ رہ کر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے لیے کام کرے۔ آپ نے اپنے چند اہم رفقاء کرام جن میں خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ مولانا شیخ احمدؒ بورے والا، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا تاج محمودؒ چیف ایڈیٹر لولاک فیصل آباد، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبداللہ ساہیوال، مولانا نذیر حسین پنوعاقل اور دیگر اہم علماء کرام کے مشورہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام سے ایک غیر سیاسی تنظیم قائم کی۔ جس کا باقاعدہ اجلاس ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر شریعتؒ کے مکان پر آپ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت شاہ صاحبؒ کو امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کو ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔

مذکورہ بالا تمام بزرگوں نے عہد کیا۔ جب تک مسئلہ ختم نبوت حل نہیں ہوگا۔ ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے اگرچہ شاہ جیؒ کی جوانی کی بہاریں تو مجلس احرار کے حصے میں آئیں تھیں۔ تاہم بڑھاپے، معذوری کے باوجود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر آپؒ نے جماعتی تنظیم و ترقی کے لیے دن رات کام کیا۔ دورے۔ دفاتر قائم کیے۔ رضاکار بھرتی کیے گئے

جاری ہے

بقیہ دورۂ افریقہ

کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

صدارتی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد قادیانیوں میں اندرونی طور پر شدید تناؤ اور اختلاف پیدا ہوا۔ مرزا طاہر نے چند دنوں تک حالات کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن تاب نہ لاتے ہوئے شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں بھیس بدل کر ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اپنے آقا (جن کے اشارے پر مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچایا تھا) کی گود میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف نہایت تیزی سے سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ مرزا طاہر کے اشارہ پر قادیانیوں نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق وفاقی شرعی عدالت میں حالیہ صدارتی آرڈیننس کو چیلنج کر دیا۔ چنانچہ وفاقی شرعی عدالت نے تقریباً ایک ماہ تک علوم شرعیہ کی روشنی میں (یاد رہے کہ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی شریعت اسلامیہ کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ جس میں آنجہانی مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور آنجہانی صدر الدین پر دو دن تک جرح ہوتی رہی تھی) طرفین کے دلائل سنے اس مجلس کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور مرکزی ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعر نے رات دن ایک کر کے نہایت محنت اور عرق ریزی سے مقدمہ کی تیاری کرائی چنانچہ مجلس کی مساعی جمیلہ اور ان حضرات کی جدوجہد بارآور ہوئی اور وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس صدارتی آرڈیننس کے بعد مرزا طاہر اور قادیانیوں نے بیرون ممالک اپنے زہریلے پروپیگنڈہ کی شرانگیز کوشش کی۔ اور پاکستان کے خلاف یہودی لابی کی معاونت سے اپنی مہم تیز سے تیز تر کر دی۔

لہٰذا مجلس کے اکابر علماء نے عالمی سطح پر قادیانیت کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی ہدایت پر دو رکنی وفد افریقہ کے ممالک کے دورے کے لیے ترتیب دیا گیا۔ جس میں احقر کے علاوہ جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا شامل ہیں۔ جہاں یہ وفد دورہ کریگا وہاں یہ وفد ساؤتھ افریقہ کیپ ٹاؤن کیس میں وکلاء کی معاونت بھی کریگا۔

چنانچہ یہ وفد ۱۱ اکتوبر بروز جمعرات شام پی آئی اے کے ذریعہ جدہ پہنچا۔ ۱۲ اکتوبر صبح عمرہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پاکستان کی سالمیت و وحدت استحکام اسلامی نظام کے نفاذ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقاصد میں کامیابی کے لیے دعائیں کیں۔ اور احباب سے کرائیں۔ اسی دن مختلف دوستوں سے ملاقاتیں کی گئیں۔ ۱۲ کی شام کو روضہ اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ اور ۱۳ کی صبح کو تہجد کے وقت اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر بارگاہ ایزدی میں شکرانہ ادا کیا ظہر کے بعد تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ شام کو عمرہ کا احرام باندھا اور رات دس بجے مکہ معظمہ پہنچ کر دوسرا عمرہ ادا کیا۔ ۱۴ اکتوبر ظہر تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۴ بجے جدہ ایرپورٹ کیلئے روانگی ہوئی۔ اور ایک محترم دوست نے جدہ ایرپورٹ پر ہمیں رخصت کیا۔ ایک بجے سعودیہ ایر لائنز کے ذریعہ ہم کینیا کے دارالحکومت نیروبی پہنچے۔ یہاں ایک دوست کے ہاں مقیم ہیں۔ اور احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔

واضح رہے کہ یہ دورہ اس وقت شروع ہوا جب کہ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کی عدالت میں قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف قائم کیا جانے والا مقدمہ یکم نومبر ۱۹۸۴ء سے شروع ہو رہا ہے۔

"امام غزالیؒ کے بعد اسلام میں مولانا قاسم نانوتویؒ سے بڑا فلسفی آج تک نہیں گذرا"

انگریزوں کی بدبختی کہ مولانا قاسم نانوتوی کی پیدائش امیرالمجاہدین سید احمد شہید بریلویؒ کی شہادت کے دن ہو گئی تھی۔

— سر سید احمد خان

اعمال میں نیت کی اہمیت

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لامرءٍ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا اوامرءۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

"سب انسانی اعمال کا دار مدار بس نیتوں پر ہے۔ اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے۔ تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ و رسول ہی کی طرف ہوئی، (اور بے شک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے۔ اور اس کی ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر اجر ملے گا۔) اور جو کسی دنیا کی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر "مہاجر" بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لیے نہ ہوگی، بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے "ہجرت" اختیار کی ہے۔ عنداللہ بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔"

تشریح

حدیث پاک کا جو ترجمہ اوپر کیا گیا ہے وہ خود مطلب خیز ہے اور نفس مفہوم کے بیان کے لیے اس کے بعد کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں، لیکن اس کی خصوصی اہمیت کا تقاضہ ہے کہ اس کے مطالب و فوائد پر کچھ اور بھی لکھا جائے۔

حدیث کا اصل منشاء امت پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے۔ کہ تمام اعمال کے صلاح و فساد اور مقبولیت و مردودیت کا مدار نیت پر ہے، یعنی عمل صالح وہی ہوگا اور اس کی اللہ کے یہاں قدر و قیمت ہوگی۔ جو صالح نیت سے کیا گیا ہو۔ اور جو "عمل صالح" کسی بری غرض اور فاسد نیت سے کیا گیا ہو وہ صالح اور مقبول نہ ہوگا، بلکہ نیت کے مطابق فاسد اور مردود ہوگا۔ اگرچہ ظاہری نظر میں "صالح" ہی معلوم ہو۔

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ عمل کے ساتھ نیت کا اور ظاہر کے ساتھ باطن کا بھی دیکھنے والا ہے۔ اس کے یہاں ہر عمل کی قدر و قیمت عمل کرنے والے کی نیت کے حساب سے لگائی جائے گی۔

ایک غلط فہمی

کسی کو اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جب

دار مدار نیت ہی پر ہے تو اگر برے کام بھی کسی اچھی نیت سے کیے جائیں تو وہ اعمال صالحہ ہو جائیں گے۔ اور ان پر بھی ثواب ملے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اس نیت سے چوری اور ڈاکہ زنی کرے کہ جو مال اس سے حاصل ہوگا۔ اُس سے وہ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرے گا۔ تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہو سکے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ کام فی نفسہ بُرے ہیں اور جن سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے۔ اُن میں حسنِ نیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا وہ تو بہرحال قبیح اور موجب غضب الٰہی ہیں، بلکہ ان کے ساتھ اچھی نیت کرنا اور اس پر ثواب کی امید رکھنا شاید ان کی مزید قباحت کا اور سزا میں زیادتی کا باعث ہو، کیونکہ یہ اللہ کے دین کے ساتھ ایک قسم کا تلاعب (کھیل) ہوگا۔ بلکہ حدیث کا منشا "اعمال صالحہ" کے متعلق یہ جتلانا ہے کہ وہ بھی اگر کسی بُری نیت سے کیے جائیں گے۔ تو پھر وہ "اعمال صالحہ" نہیں رہیں گے۔ بلکہ بُری نیت کی وجہ سے ان کا انجام بُرا ہی ہوگا۔ مثلاً جو شخص نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتا ہے۔ جس کو ہم اعلیٰ درجہ کا عمل صالح سمجھتے ہیں وہ اگر یہ خشوع وخضوع اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اس کی دینداری اور خدا پرستی کے متعلق اچھی رائے قائم کریں اور اس کا اعزاز واکرام کیا جائے، تو اس حدیث کی رو سے اس کی یہ خشوع وخضوع والی نماز اللہ کے یہاں کوئی قدر وقیمت نہیں رکھتی، یا مثلاً ایک دارالکفر سے دارالایمان کی طرف ہجرت کرتا ہے، اور اس کے لیے ہجرت کی ساری مشقتیں اور مصیبتیں سہتا ہے لیکن اس کی غرض اس ہجرت سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی نہیں بلکہ کوئی اور دنیاوی غرض پوشیدہ ہے۔ مثلاً دارالہجرت میں رہنے والی کسی عورت سے نکاح کی خواہش اس ہجرت کے لیے محرک ہوئی ہے۔ تو یہ ہجرت، ہجرتِ اسلام نہ ہوگی۔ اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہ ہوگا، بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

بس یہی ہے اس حدیث کا اصل منشاء

بقیہ:- ابتدائیہ

علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام حکومت (اسلام) کی مخالفت ہے کیونکہ اگر علمائے اسلام کا کوئی نظام حکومت ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔ کیا ائر مارشل صاحب علماء کی مخالفت کے نام سے مسلمانوں کو اسلامی آئین سے بیزار کرکے لارڈ ماؤنٹ بیٹن، ہٹلر اور ماوزے تنگ کی گود میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لہٰذا اس کے اندر انشاء اللہ اسلامی آئین نافذ ہو کر رہے گا۔

ہم حکومت سے گذارش کریں گے کہ قوم وملک کے غدار، لادین اور اسلام دشمن عناصر کی کڑی نگرانی کی جائے اور ان کے ناپاک عزائم پر مبنی بیانات کا احتساب کیا جائے۔

نا معلوم ائر مارشل صاحب کس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اسلام اور علمائے اسلام کی مخالفت کے ذریعہ عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ جب کہ علماء کو چاندی کی کشتی کے ذریعہ سمندر پار بھیجنے والوں کا انجام بد ان سے مخفی نہیں کیونکہ جب علماء کی مخالفت رنگ لائی تو علماء اسلام کو سمندر پار کرنے والوں کو سرزمین پاکستان میں دفن ہونا نصیب نہیں ہو سکا جب کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو پاکستان کے اندر مرتے ہوئے بھی مسلمانوں کے قبرستان میں مدفون ہونے سے محروم رہے اسکے برعکس علماء ربانی آج تک اسی طرح لادین عناصر سے برسر پیکار ہیں۔ اسی لیے ہم ائر مارشل صاحب کو مشورہ دیں گے کہ اسلامی آئین کی مخالفت کرکے اپنی دنیا وآخرت تباہ کرنے کے بجائے ع تو نیکی نداری بد مکن کے مصداق خاموش رہیں تو ان کے حق میں مفید ہوگا۔

منظور احمد الحسینی

مجلس کا وفد افریقہ کے سفر پر

اور سابقہ دوروں کی مختصر روداد

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ایک وفد نے مارچ ، تا جون ۸۳ء میں برطانیہ ، اسپین اور سعودی عرب کا کامیاب دورہ کیا تھا۔

اس وفد نے سعودی عرب میں قیام کے دوران رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سیکرٹری محمد علی الحرکان اور امام حرم فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السّبیّل سے ملاقاتیں کی ۔ امام حرم نے مولانا محمد اسلم قریشی (مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ) کے اغواء کے بارے میں شدید تشویش کا اظہار کیا۔ اور اپنے خط کے ذریعہ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلے میں حکومت پاکستان سے درخواست کی ۔ یہ خط ہفت روزہ ختم نبوت اور دیگر مجلات میں شائع ہوا۔ جسکی وجہ سے ہماری تحریک کو کافی فائدہ پہنچا۔ نیز مولانا موصوف کی بازیابی کے سلسلے کی تحریک تیز کی گئی ۔ اور اسی سلسلے میں ملک بھر میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ یہاں تک کہ ۲۶۔ اپریل کی شام کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق نے اپنے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی ، انہیں اذان دینے ، اپنی عبادت گاہوں کو "مسجد" نام رکھنے اور اپنی ارتدادی سرگرمیوں سے روک دیا گیا۔ نیز ان کے لیے اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی ممنوع قرار پایا۔ اس آرڈی ننس کے نفاذ سے ملکی سطح پر قادیانیوں کو شدید دھچکہ لگا۔ اپنی عبادت گاہوں سے "مسجد" کے الفاظ اپنے ہاتھوں سے انہوں نے مٹائے۔

بایں ہمہ ضرورت اس بات کی محسوس ہوئی کہ بیرون ممالک اس آرڈی ننس کی تشہیر کے لیے مجلس اپنے وفود بیرون ممالک بھیجے۔ چنانچہ مجلس کے فیصلہ کے مطابق مئی ۸۴ء کے وسط میں انڈونیشیا اور بنگلہ دیش جانے کے لیے ایک وفد ترتیب دیا گیا۔ جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا پر مشتمل تھا۔ یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔ انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں قیام کے دوران اس وفد نے وہاں کے علماء کرام اور اہم شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور انہیں فتنۂ قادیانیت اس کی خطرناک سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا۔ نیز حالیہ صدارتی آرڈیننس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔

انڈونیشیا سے واپسی پر ایک ہفتہ کے لیئے بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں قیام رہا۔ اس دوران برہمن باڑیہ میں قائم شدہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نوجوانوں کے شدید اصرار پر یہ حضرات (وفد) چند گھنٹوں کے لیئے وہاں بھی تشریف لے گئے۔ ان کی کارگذاری سنی ، ان کی کوششوں کو سراہا۔ اور اس فتنہ کے خلاف محنت سے کام کرنے کی تلقین کی۔

بنگلہ دیش میں قیام کے دوران وفد نے مختلف مدارس کا دورہ کیا۔ اور مخصوص مجالس میں قادیانیت

باقی صفحہ ۲۰ پر

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

دربارِ خیر البشرؐ

حافظ لدھیانوی

وہ دربارِ خیر البشرؐ سامنے ہے — دعاؤں کا میری اثر سامنے ہے

ہر اک گام منظر ہے لطف و عطا کا — ہر اک سمت رحمت کا در سامنے ہے

نگاہوں میں ہے چاند تاروں کی بستی — مدینے کا ہر رہ گذر سامنے ہے

متاعِ نظر ہیں مدینے کے جلوے — کرم ہے، متاعِ نظر سامنے ہے

وہ نورِ حرم ہے نگاہوں کا مرکز — وہ بابِ کرم سر بسر سامنے ہے

جبینِ عقیدت لٹاتی ہے سجدے — کہ معراجِ قلب و نظر سامنے ہے

مدینے کی رنگین فضا اللہ اللہ — وہ کیفِ اذانِ سحر سامنے ہے

مواجہ پہ ہوں اشک افشاں میں کب سے — حضوری میں دامانِ تر سامنے ہے

نہیں ہے کوئی فکر اب مجھ کو حافظؔ
مرا مونس و چارہ گر سامنے ہے